روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 31 جنوری 2015ء 10 ربیع الثانی 1436 ہجری 31 صلح 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 27

جن کا تیسرا، خدا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مشرکوں کے پیر دیکھے جب ہم غار (ثور) میں تھے اور وہ ہمارے سروں پر پہنچ گئے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارا ان دو کے بارہ میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا خدا ہے۔

(ریاض الصالحین باب فی الیقین والتوکل حدیث :81)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے، بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا۔ تب بھی میں (دین) کی خدمت سے رک نہیں سکتا، اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اِسے سُنے یا نہ سُنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے، تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اَسلَمتُ ...... (بقرہ:132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور خدا کے لئے زندگی وقف رکھنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی وقف نہیں کرتا۔ تو وہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔ اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بعض خام خیال کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کو جہنم میں ضرور جانا ہوگا۔ یہ غلط ہے۔ یہ غلط ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ تھوڑے ہیں جو جہنم کی سزا سے بالکل محفوظ ہیں اور یہ تعجب کی بات نہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو......

(اشاعت) سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کردیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔ یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہؓ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 682)

اللہ کا منشاء سمجھیں

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ حقوقِ اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو، ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔‘‘

......’’مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّر ...... (الرعد:12) اللہ تعالیٰ کسی حالت میں قوم میں تبدیلی نہ کرے گا جب تک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کریوں تو ہر شخص جواب دینے کو تیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، استغفار بھی کرتے ہیں، پھر کیوں مصائب اور ابتلا آ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اَور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اَور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کی جاوے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکے گا؟ اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے۔ جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنّت اللہ ہے جس کو ہم بدل نہیں سکتے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 270)

☆..........☆..........☆

درخواست دعا

مختلف جگہوں پر بعض احمدی افراد مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ان افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆..........☆..........☆

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت اور برکات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں ۔اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(البقرہ:262)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے تو اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب فضل النفقه فی سبیل الله)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں اُن کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گو وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر خدا اس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو دانے پیدا کر سکتا ہے یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 ص 170)

فرمایا: علم التعبیر الرویا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق ثبات دکھاتا ہے۔اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل وقال سے کچھ نہیں بنتا ،جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔

(ملفوظات جلد1 ص 155)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

خوب یاد رکھو کہ انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے ،اللہ کے حضور دلانے کی بہت سی راہیں ہیں... بعض مقام پر ایک کے بدلہ دس اور بعض میں ایک کے بدلہ سات سو کا مذکور ہے یہ ضرورت، اندازہ، وقت و موقع کے لحاظ سے فرق ہے مثلاً ایک شخص ہے دریا کے کنارے پر۔سردی کا موسم ہے۔بارش ہو رہی ہے ایسی حالت میں کسی کو گلاس بھر کر دے دے تو کون سی بڑی بات ہے لیکن اگر ایک شخص کسی کو جبکہ وہ جنگل میں دوپہر کے وقت تڑپ رہا ہے پیاس کی وجہ سے جان بلب ہو، محرقہ میں گرفتار۔پانی دے دے تو وہ عظیم الشان نیکی ہے پس اس قسم کے فرق کے لحاظ سے اجروں میں فرق ہے۔

(حقائق الفرقان جلد1 ص 420)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

دنیا میں ہم روزانہ یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ زمیندار زمین میں ایک دانہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے سات سو گنا بنا کر واپس دیتا ہے۔پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا کم از کم سات سو گنا بدلہ ضرور ملتا ہے۔اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو محدود ماننا پڑتا۔ جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا۔اسی لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرو گے تو کم از کم سات سو گنا بدلہ ملے گا۔اور زیادہ کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اُس کے انواع کی کوئی انتہا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 ص 604)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو مختلف طریقوں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کے طریقے بھی بتاتا ہے۔ کہیں فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہیں فرما رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک کر کہیں اپنے اوپر ہلاکت وارد نہ کر لینا۔کبھی فرماتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم ذاتی طور پر بھی تباہی سے محفوظ رہو گے اور اگر قوم میں قربانی کا جذبہ ہے اور قوم قربانی کر رہی ہے تو قوم بحیثیت مجموعی بھی مجھ سے تباہی سے بچنے کی ضمانت لے۔پھر فرمایا ہے کہ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو تاکہ اس میں اور برکت پڑے۔چھپا کر بھی خرچ کرو اور اعلانیہ بھی خرچ کرو۔غریبوں کا بھی خیال رکھو، ان کی ضرورتیں بھی پوری کرو اور زکوٰۃ کی طرف بھی توجہ دو تاکہ قومی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور غریبوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوں۔اور جب تم خرچ کر رہے ہو تو یاد رکھو کہ تم اپنے فائدے کا سودا کر رہے ہو اس لئے کبھی دل میں احسان جتانے کا خیال بھی نہ لاؤ۔اور جب فائدے کا سودا کر رہے ہو تو پھر عقل تو یہی کہتی ہے کہ بہترین حصہ جو ہے وہ سودے میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ فائدہ بھی بہترین شکل میں ہو۔تو اس سے مال میں جو اضافہ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے تمہیں اس نیکی کا ثواب بھی ملنا ہے۔اور اس لئے محبوب چیزوں میں سے خرچ کرو، جو تمہاری پسندیدہ چیزیں ہیں ان میں سے خرچ کرو، جو بہترین مال ہے اس میں سے خرچ کرو۔اور جتنی کمزوری کی حالت میں یعنی وسعت کی کمی کی حالت میں خرچ کرو گے اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا۔تو فرمایا کہ بہرحال اللہ تعالیٰ تو ہر اس شخص کو اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے اور نوازتا رہے گا جو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی راہ میں قربانی دیتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد1 ص 450)

پھر فرماتے ہیں۔

فی زمانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہی ہیں جو اس زمانے کے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بہترین مال خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک نیت لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اے لوگو! تم جو میری راہ میں خرچ کرتے ہو مَیں تمہیں بغیر اجر کے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ طاقت رکھتا ہوں کہ تمہاری اس قربانی کو سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں۔اور یاد رکھو کہ جیسے جیسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنا دل کھولتے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت بھی دیتا چلا جائے گا۔تم اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور یہ اجر صرف یہیں ٹھہر نہیں جائے گا بلکہ اگلے جہان میں بھی اجر پاؤ گے۔ اور پھر تمہاری نسلوں کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔

(خطبات مسرور جلد 1 ص 451)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمد ہے یہ سب اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص بھی صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تاکہ تمہاری روحانی حالت بھی بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کر سکو۔“

(خطبات مسرور جلد دوم 357)

☆..........☆..........☆

آتی ہے تیری خوشبو

تری دید کو ہیں ترسے تری دید کے پیاسے
دیکھیں گے جلد تجھ کو یہی دل کو ہیں دلاسے

یوں دل میں بس گئی ہے مسرور تیری چاہت
آتی ہے تیری خوشبو مہکی ہوئی صبا سے

تھا رشتۂ دل و جاں پہلی خلافتوں سے
باندھا ہے تجھ سے دامن اسی شدتِ وفا سے

ہو ملائکہ کی نصرت اللہ کرے حفاظت
حق میں ترے دعا ہے ہر دم مری خدا سے

یہ مال و جان کیا ہے عزت تری نذر ہے
ہر زندگی کی راحت بس ہے تری دعا سے

تو مردِ حق نما ہے شمعِ رہِ ہدیٰ ہے
ہر فیض اب تو پائیں ہم تجھ سے پارسا سے

ڈاکٹر مہدی علی چوہدری

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

بریگیڈیئر (ر) دبیر احمد پیر صاحب

غزوات النبیؐ ۔ حکمت عملی اور حسن اخلاق کا مرقع

غزوہ احزاب سے غزوہ خیبر تک کا درمیانی عرصہ

تعارف: غزوہ احزاب میں قریش اور ان کے اتحادیوں کی مسلمانوں کے مقابلے پر ناکامی نے نہ صرف ان کی ساکھ پر برا اثر ڈالا تھا بلکہ مسلمان بھی اب ایک تسلیم شدہ طاقت بن گئے تھے۔ مدینہ اب بھی خطرے میں گھرا ہوا تھا کیونکہ کفار ناکام تو ہو گئے تھے لیکن ان کی قوت اور طاقت ابھی بھی باقی تھی۔ ابھی تک مسلمانوں نے کسی مہم کے آغاز میں پہل نہیں کی تھی اور ہمیشہ دشمن کی جارحیت پر نکلے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی اعلیٰ قیادت اور عسکری تدبر کے سامنے ان کی ہر تدبیر ناکام ہو جاتی تھی۔ ایک چیز جو کھل کر سامنے آئی وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی عداوت تھی۔ وہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف اہل عرب کے دلوں میں زہر گھول رہے تھے اور ان کے وفود پورے علاقے کے قبیلوں میں پھر کر ان کی غیرت کو ابھارنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ اس دو سال کے عرصہ میں 3 غزوات اور 13 سرایا ہوئے۔

غزوات رسول ﷺ

غزوہ بنوقریظہ

(ذی قعدہ 5 ہجری - مارچ/اپریل 627ء)

پس منظر: جب آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں پر تین یہودی قبائل آباد تھے یعنی بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد جو پہلا سیاسی کام کیا وہ ان تینوں قبائل کے ساتھ امن و امان کا معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کی شرائط کے مطابق فریقین مدینہ میں امن و امان سے رہیں گے، ایک دوسرے کے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد نہیں دیں گے، مدینہ پر حملے کی صورت میں سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے، معاہدہ توڑنے والے کے خلاف دوسرے فریق مل کر کارروائی کریں گے اور تمام اختلافات و تنازعات محمد ﷺ کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ کا فیصلہ سب پر واجب التعمیل ہوگا۔ ہر شخص یا قوم کے متعلق اسی کے مذہب اور شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اس معاہدے کو تمام یہودی قبائل نے الگ الگ موقعوں پر توڑا۔ سب سے پہلے بنوقینقاع نے پھر بنونضیر نے اور آخر میں بنوقریظہ نے۔ معاہدے کی خلاف ورزی میں انہوں نے بدعہدی، دشمن سے ساز باز، مسلمان عورتوں کی بے حرمتی، غداری اور آنحضرت ﷺ کے قتل جیسی سنگین سازشیں کیں۔

جب آنحضرت ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشفی رنگ میں بتایا گیا کہ بنوقریظہ کی غداری اور بغاوت کا فوری فیصلہ کیا جائے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دی گئی کہ آپ ﷺ بلا توقف بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

اسی وقت صحابہؓ میں اعلان کروا دیا گیا کہ سب لوگ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز عصر وہیں جا کر ادا کی جائے۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو صحابہ کے ایک دستے کے ساتھ فوراً آگے روانہ کر دیا۔

یہودیوں کو جب مسلمانوں کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ حسب روایت قلعہ بند ہو گئے۔

جب مسلمانوں کا دستہ حضرت علیؓ کی کمان میں وہاں پہنچا تو یہودیوں نے اونچی آواز میں آنحضرت ﷺ کو گالیاں دیں اور ازواج مطہرات کے متعلق بھی نہایت ناگوار بدزبانی کی۔

حضرت علیؓ اور ان کے دستے کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد آنحضرت ﷺ بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ بنوقریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے وہاں پر حضرت علیؓ کو پایا جو آپ ﷺ کے استقبال کے لئے تھوڑی دور تک واپس آ گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کو آگے جانے سے روکا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بنوقریظہ نے میرے متعلق کوئی بدزبانی کی ہے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے جواب پر آپ ﷺ آگے بڑھے اور بنوقریظہ کے ایک کنوئیں پر پہنچ کر ڈیرہ ڈال دیا۔

مسلمانوں نے یہودیوں کا سخت محاصرہ ڈالا اور ہر قسم کی حرکت بند کر دی۔ محاصرے کے دوران چند مسلمان نوجوان قلعے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تو اندر سے ایک یہودی عورت بناتہ نے ان پر قلعے کے اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینکا جس سے ایک مسلمان جس کا نام خلاد بن سوید تھا شہید ہو گیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہودیوں کو محاصرے کی سختی اور اپنی بے بسی کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن کوئی بات بنتی نظر نہیں آ رہی تھی۔

آخر جب یہودی محاصرے سے تنگ آ گئے تو انہوں نے تجویز کی کہ کسی ایسے مسلمان کو جو ان سے تعلقات رکھتا ہو اپنے قلعے میں بلائیں اور اس سے یہ پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ آنحضرت ﷺ کا ان کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ تا کہ وہ اس کی روشنی میں آئندہ کا طریق عمل تجویز کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک ایلچی روانہ کر کے یہ درخواست کی کہ ابولبابہ بن منذر انصاری کو ان کے قلعہ میں بھجوایا جائے تا کہ وہ اس سے مشورہ کر سکیں۔ آپ ﷺ نے ابولبابہ کو اجازت دی اور وہ ان کے قلعے میں چلے گئے۔

ابولبابہ کی آمد پر پہلے سے تیار شدہ پلان کے مطابق یہودیوں کی عورتیں اور بچے روتے چلاتے ہوئے ان کے گرد جمع ہو گئے اور اپنی مصیبت اور تکلیف کا اس طور پر ذکر کیا کہ ان کے دل پر اثر ہو اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ آپ ﷺ کے کہنے پر اپنے قلعوں سے باہر آ جائیں تو ابولبابہ نے انہیں مشورہ دیا کہ انہیں آپ ﷺ کی بات مان لینی چاہئے اور ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ آنحضرت ﷺ تمہارے قتل کا حکم دیں گے (حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اس قسم کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا) ابولبابہ کا یہ ایکشن بنوقریظہ کی تباہی کا باعث بن گیا کیونکہ اس کے بعد انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے کہنے پر قلعوں سے نہیں نکلیں گے۔

تقریباً 20 دن کے محاصرے کے بعد جب یہودی تنگ آ گئے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ وہ سعد بن معاذ جو کہ قبیلہ اوس کے رئیس تھے کو اپنا حَکَم مان کر قلعوں سے نکلنے پر تیار ہیں اور جو بھی فیصلہ وہ ان کے بارے میں کریں گے وہ ان کو منظور ہوگا۔ (چونکہ قبیلہ اوس بنوقریظہ کا قدیمی حلیف تھا اسی جتھہ داری کا خیال کرتے ہوئے بنوقریظہ نے سعد بن معاذ کو اپنا حَکَم مانا)۔

سعد بن معاذ نے فیصلہ سنایا کہ بنوقریظہ کے مقاتل (جنگجو لوگ) قتل کر دئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دئے جائیں۔

اس فیصلے کے تحت 600 سے 700 کے درمیان یہودی قتل کئے گئے۔ ان میں حیی بن اخطب بھی تھا جس کا تعلق بنونضیر سے تھا اور وہ جنگ احزاب کا ایک بڑا مجرم تھا۔

بچے اور عورتیں جو قید کئے گئے تھے کو آنحضرت ﷺ نے نجد کی طرف بھجوا دیا جہاں بعض نجدی قبائل نے ان کا فدیہ ادا کر کے انہیں چھڑا لیا تھا اور اس رقم سے مسلمانوں نے اپنی جنگی ضروریات کے لئے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ خریدے۔

اس غزوہ میں ایک مسلمان شہید ہوا اور محاصرہ مختلف روایات کے مطابق 20 سے 25 دن تک رہا۔

غزوہ بنولحیان

(جمادی الاولیٰ 6 ہجری - ستمبر 627ء)

اس غزوہ کا پس منظر اصحاب رجیع کا واقعہ ہے جو 6 ہجری میں پیش آیا۔ اس موقع پر دس بے گناہ مسلمان جو اسلام کی پرامن تبلیغ کے لئے بھجوائے گئے تھے نہایت بے دردی اور دھوکے کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ اس سارے فتنے کی تہہ میں قبیلہ بنولحیان کا ہاتھ تھا جو اس زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی غران میں آباد تھے۔

آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کا بہت صدمہ تھا اور چونکہ بنولحیان کا رویہ ابھی بھی اسی طرح معاندانہ اور مفسدانہ تھا اور ان کی طرف سے آئندہ کے لئے بھی اندیشہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی مزید فتنہ انگیزی کا باعث نہ بنیں اس لئے آپ ﷺ نے انتظامی لحاظ سے مناسب خیال فرمایا کہ ان کی کسی قدر گوشمالی ہو جائے تا کہ آئندہ کے لئے مسلمان ان کے فتنوں سے محفوظ ہو جائیں۔

آپ ﷺ جمادی الاول 6 ہجری میں 200 صحابہ کی جمعیت لے کر مدینہ سے نکلے۔ حملے کی سمت کو مخفی رکھنے کے لئے آپ ﷺ نے مدینہ سے نکل کر پہلے شمال کا رخ کیا اور کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جنوب کی طرف گھوم گئے۔ اس کے باوجود دشمن کو اطلاع ہو گئی اور وہ مسلمانوں کے وادی غران پہنچنے سے پہلے ہی اردگرد کی پہاڑیوں میں منتشر ہو کر غائب ہو گیا۔

منزل مقصود پر پہنچ کر آپ ﷺ نے کچھ دن قیام فرمایا اور پھر مقام عسفان کی طرف آگے بڑھے جو اس جگہ سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر مکہ کی جانب واقع تھا۔ یہاں سے آپ ﷺ نے مسلمانوں کی متفرق پارٹیاں اردگرد کے علاقہ میں روانہ فرمائیں جن میں سے ایک پارٹی کے امیر حضرت ابوبکرؓ بھی تھے جو مکہ کی سمت بھیجی گئی تھی۔ ان میں سے کسی بھی پارٹی کو لڑائی پیش نہیں آئی۔ چند دنوں کے بعد اسلامی لشکر واپس مدینہ آ گیا۔

تجزیہ

آپ ﷺ اس مہم کو لے کر اس لئے نکلے تا کہ اردگرد کے قبائل کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان اب ایک united force ہیں اور اپنے لوگوں سے کی گئی زیادتیوں اور ظلم کا بھرپور جواب دے سکتے ہیں۔

مکہ کے قریش کو بھی یہ باور کروانا مقصود تھا کہ اب مسلمانوں کا area of influence بڑھ گیا ہے اور وہ اپنے مفادات کی خاطر کسی بھی جگہ پر strike کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں وقت، سمت اور تعداد کا initiative اب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

عسکری نقطہ نظر سے اس مہم کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مجاہدین اسلام اور ماتحت سالاروں کو مخفی نقل و حرکت، تیز رفتاری اور ناگہانی حملے کی پوری مشق ہو گئی اور نہ صرف یہ کہ انہیں جنگ میں اس کی اہمیت کا علم ہوا ان کی خود اعتمادی اور حوصلہ مندی میں بھی اضافہ ہوا۔

غزوہ ذی قرد یا غزوہ غابہ

(محرم 7 ہجری - مئی 628ء)

غابہ مدینہ سے 5 میل کے فاصلہ پر شام کی جانب چشموں والی ایک وادی کا نام ہے اور ذو قرد اسی سمت مدینہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک وادی کا نام ہے۔ چونکہ اس غزوہ کی ابتدا غابہ سے ہوئی اور اس کا اختتام ذی قرد میں ہوا اس لئے اس غزوہ کو دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

غابہ کے مقام پر آنحضرت ﷺ کی بیس اونٹنیاں چرتی تھیں۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ ان اونٹنیوں کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ ایک رات اچانک قبائل غطفان کی شاخ بنوفزارہ کے سردار عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ وہاں حملہ کیا، مقابلے کے دوران انہوں نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کے بیٹے کو شہید کر دیا اور آپؓ کی بیوی کو قید کر لیا۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ ان کے حملے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ فزاری ڈاکو وہاں سے اونٹنیاں کھول کر اپنے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔

نماز فجر سے پہلے اتفاقاً حضرت ابو سلمہ بن الاکوعؓ گشت کرتے ہوئے وہاں پہنچے، آپ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا غلام رباح بھی تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ فزاری ڈاکو اونٹنیاں چرا کر لے جا رہے ہیں۔

یہ دیکھ کر ابو سلمہؓ نے رباح کو واپس مدینہ بھجوایا تا کہ آنحضرت ﷺ کو واقعے کی اطلاع ہو جائے اور خود ان ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

جیسے ہی آنحضرت ﷺ کو اس واقعے کی خبر ملی آپ ﷺ نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے منادی کروائی۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن ام مکتومؓ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا، حضرت سعد بن عبادہؓ کو 300 افراد کا نگران بنا کر مدینہ کی حفاظت پر مامور فرمایا اور آپ ﷺ 500 اور بعض روایات کے مطابق 700 صحابہ کو ساتھ لے کر اس مہم کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس دوران حضرت ابو سلمہؓ جو بے حد سبک اور تیراندازی میں غیر معمولی کہنہ مشق تھے نے فزاری ڈاکوؤں کا پیچھا جاری رکھا اور ان پر تیر برساتے رہے اور ان کے کئی لوگوں کو زخمی کر دیا۔ اسی طرح جب وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں سے گزرے تو آپؓ بھاگ کر ان سے پہلے اس چٹان پر چڑھ گئے اور ان پر پتھر برسائے۔ آپؓ مسلسل ان کے تعاقب میں رہے یہاں تک کہ ان کو عاجز کر دیا اور ان سے آنحضرت ﷺ کی تقریباً ساری اونٹنیاں چھڑا لیں لیکن ان کا تعاقب پھر بھی نہ چھوڑا۔

فزاریوں نے اپنے بوجھ ہلکے کرنے کے لئے تیر، نیزے اور چادریں وغیرہ راستے میں پھینک دیں۔ حضرت ابن سلمہؓ نے ان کے تیر تو خود سنبھال لئے لیکن باقی چیزوں کے ساتھ پتھر کی نشانیاں لگاتے گئے تا کہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو ان کا علم ہو جائے اور سمت کی بھی نشاندہی ہوتی رہے۔

اس اثناء میں آنحضرت ﷺ کے پہلے بھجوائے ہوئے آٹھ سوار ان تک پہنچ گئے۔ ان میں سے حضرت محرز بن نضلہؓ سب سے آگے تھے۔ انہوں نے گھوڑا دوڑاتے ہوئے ڈاکوؤں کو للکارا اور ان کے سردار عیینہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کے سامنے پہنچ گئے۔ آپؓ کے وار سے اس کا گھوڑا شدید زخمی ہو گیا لیکن اس کا نیزہ لگنے سے آپؓ شہید ہو گئے۔ اتنے میں وہاں پر مسلمانوں کے اور لوگ بھی پہنچ گئے اور لڑائی کے دوران فزاریوں کے تین لوگ مارے گئے۔

آنحضرت ﷺ لشکر کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے جبکہ ان سے آگے ابو سلمہؓ بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کر رہے تھے۔ غروب آفتاب کے وقت فزاریوں نے ذو قرد کی گھاٹی میں ایک چشمے کا رخ کیا۔ یہ جگہ غطفان کے علاقے کے قریب تھی یہاں پر جب انہیں پتہ چلا کہ ابو سلمہؓ ابھی تک ان کے تعاقب میں ہیں تو وہ خوف سے پانی پئے بغیر ہی وہاں سے بھاگ گئے۔

ان فزاریوں کے دو گھوڑے بھی پیچھے رہ گئے تھے ابو سلمہؓ ان کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لوٹ آئے۔ آپ ﷺ اس وقت ذو قرد گھاٹی میں اسی چشمے پر تشریف لا چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی تقریباً تمام اونٹنیاں انہوں نے ڈاکوؤں سے چھڑوا لی تھیں اور انہوں نے سامان جو پیچھے چھوڑا تھا وہ بھی جمع کر لیا تھا۔

ابو سلمہؓ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو پانی بھی نہیں پینے دیا ان کا برا حال ہے اور وہ بالکل بے بس ہو رہے ہیں اس لئے چند لوگوں کو ان کے پیچھے بھجوائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن اکوع! تو نے ان پر قابو پا لیا ہے تو اب چھوڑ بھی دے۔ آپ ﷺ نے ان سے نہ صرف عفو کا سلوک فرمایا بلکہ اپنے عمل سے صحابہ میں بھی اس رحمت اور عفو کے نمونہ کو قائم فرما دیا۔

اس غزوہ میں دشمن کے تین آدمی مارے گئے جبکہ مسلمانوں کا ایک آدمی شہید ہوا۔ اس کے علاوہ ایک آدمی کو ڈاکوؤں نے واردات کے وقت غابہ میں ہی شہید کر دیا تھا۔

سرایا رسول ﷺ

سریہ قرطا

(محرم 6 ہجری - مئی رجون 627ء)

اسلامی دستہ 30 سوار

کمانڈر محمد بن مسلمہ انصاری

اوائل محرم 6 ہجری میں آنحضرت ﷺ کو اہل نجد کی طرف سے خطرات کی خبریں موصول ہوئیں کہ قبیلہ قرطا جو کہ قبیلہ بنوبکر کی ایک شاخ تھی اور نجد کے علاقے میں ضریہ کے مقام پر آباد تھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔

ضریہ مدینہ سے سات یوم کی مسافت پر واقع تھا۔

اس اطلاع کے پہنچتے ہی آپ ﷺ نے فوراً 30 سواروں کا ایک ہلکا دستہ اپنے ایک صحابی محمد بن مسلمہ انصاری کی کمان میں نجد کی طرف روانہ فرمایا۔

جب یہ دستہ اپنی منزل پر پہنچا تو وہاں پر موجود دشمن سے اس کا معمولی مقابلہ ہوا جس کے بعد دشمن وہاں سے بھاگ گیا اور اپنی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ گیا۔

گو کہ اس زمانے کے طریق جنگ کے مطابق مسلمانوں کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ دشمن کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیتے کیونکہ دشمن انہیں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ مگر مسلمانوں کے کمانڈر نے عورتوں اور بچوں سے کوئی تعرض نہیں کیا اور عام سامانِ غنیمت (اونٹ اور بکریاں وغیرہ) لے کر مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن

(ربیع الاول 6 ہجری)

اسلامی دستہ 40 مسلمان

کمانڈر عکاشہ بن محصن

ربیع الاول 6 ہجری میں آنحضرت ﷺ کو قبیلہ بنی اسد کی طرف سے خطرات کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ایک مہاجر صحابی عکاشہ بن محصن کو چالیس مسلمانوں پر کمانڈر بنا کر قبیلہ بنی اسد کے مقابلے کے لئے روانہ فرمایا۔

یہ قبیلہ اس وقت غمر نامی ایک چشمے کے قریب ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا جو کہ مدینہ سے مکہ کی سمت چند دن کے فاصلے پر تھا۔

عکاشہ کی پارٹی جلدی جلدی سفر کر کے غمر کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ دشمن کے لوگ مسلمانوں کے آنے کی خبر پا کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے ہیں۔

عکاشہ اپنی پارٹی کو لے کر واپس مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ

(ربیع الآخر 6 ہجری)

تعداد اسلامی دستہ 10 مسلمان

دشمن 100 نوجوان

کمانڈر محمد بن مسلمہ

ربیع الآخر 6 ہجری میں آنحضرت ﷺ کو قبیلہ بنو ثعلبہ کی طرف سے اطلاعات موصول ہوئیں جس پر آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو دس مسلمانوں پر کمانڈر مقرر کر کے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر تھا اور جہاں پر ان ایام میں بنو ثعلبہ آباد تھے۔

محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی جب وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اس قبیلے کے 100 نوجوان جنگ کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ گو کہ دشمن کی تعداد مسلمانوں سے دس گنا زیادہ تھی اس کے باوجود انہوں نے فوراً دشمن کے سامنے صف آرائی کر لی اور فریقین کے درمیان رات کی تاریکی میں خوب تیراندازی ہوئی۔ اسی دوران دشمن نے مسلمان دستے پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں تمام مسلمان شہید ہو گئے۔

محمد بن مسلمہ کے ساتھی تو تمام شہید ہو گئے لیکن وہ خود زخمی ہونے کے باوجود زندہ بچ گئے۔ دشمن نے انہیں دوسروں کی طرح مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان کے کپڑے وغیرہ اتار کر لے گئے۔ حسن اتفاق سے ایک مسلمان کا وہاں سے گزر ہوا جس نے انہیں پہچان لیا اور انہیں اٹھا کر مدینہ پہنچا دیا۔

آنحضرت ﷺ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت دے کر انہیں محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس دوران یہ اطلاع بھی آئی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ کے لوگ مدینہ کے مضافات پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ اپنی پارٹی کے ساتھ راتوں رات سفر کر کے صبح کی نماز کے وقت وہاں پہنچے اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ دشمن اس اچانک حملے سے گھبرا کر تھوڑے سے مقابلے کے بعد بھاگ گیا اور قریب کی پہاڑیوں میں غائب ہو گیا۔

حضرت ابو عبیدہؓ مال غنیمت لے کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

سریہ زید بن حارثہؓ

(ربیع الآخر 6 ہجری)

اسی ماہ ربیع الآخر 6 ہجری میں آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کی کمان میں چند مسلمانوں کو قبیلہ بنی سلیم کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ نجد کے علاقے میں جموم کے مقام پر آباد تھا اور ایک عرصے سے مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار چلا آتا تھا۔ غزوہ خندق میں بھی انہوں نے مسلمانوں کے خلاف نمایاں حصہ لیا تھا۔

جب زید بن حارثہ اور اس کے ساتھی جموم کے مقام پر پہنچے جو کہ مدینہ سے 50 میل کے فاصلے پر تھا تو اسے خالی پایا۔ وہیں پر انہیں ایک عورت سے جس کا تعلق کسی اور قبیلے سے تھا اس جگہ کا پتہ چلا جہاں پر بنی سلیم کا ایک حصہ اپنے قبیلے کے مویشی چرا رہا تھا۔

زید بن حارثہ اور اس کے ساتھیوں نے اس جگہ پر چھاپہ مارا۔ اس اچانک اور ناگہانی حملے سے اکثر لوگ تو بھاگ گئے مگر چند لوگ اور مویشی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے جنہیں وہ لے کر مدینہ لوٹ آئے۔

سریہ زید بن حارثہؓ

(جمادی الاولیٰ 6 ہجری)

زید بن حارثہ کو گزشتہ مہم سے واپس آئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے جمادی الاول کے مہینہ میں انہیں 170 صحابہ کی کمان میں پھر مدینہ سے روانہ فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ شام کی طرف سے قریش مکہ کا ایک قافلہ آ رہا تھا اس قافلے کو روکنے کے لئے آپ ﷺ نے اس دستے کو روانہ فرمایا۔

چونکہ قریش کے قافلے ہمیشہ مسلح ہوتے تھے اور مکہ اور شام کے درمیان آتے جاتے ہوئے وہ مدینہ کے بالکل قریب سے گزرتے تھے جس کی وجہ سے ان سے ہمیشہ خطرہ رہتا تھا۔ یہ قافلے جہاں سے بھی گزرتے تھے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے جاتے تھے جس کی وجہ سے سارے ملک میں مسلمانوں کے خلاف عداوت کی ایک خطرناک آگ مشتعل ہو چکی تھی۔ اس لئے ان کی روک تھام ضروری تھی۔

زید بن حارثہ بہت ہوشیاری اور مہارت سے آگے بڑھے اور عیص کے مقام پر قافلے کو پکڑ لیا جو کہ مدینہ سے چار دن کی مسافت پر سمندر کی جانب واقع ہے۔ قافلے کے لوگ اس اچانک حملے کی تاب نہ لا کر اپنا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

زید بن حارثہ قیدیوں اور قافلے کا سامان لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

سریہ زید بن حارثہؓ

(جمادی الآخر 6 ہجری)

غزوہ بنولحیان سے واپسی کے کچھ عرصہ کے بعد جمادی الآخر 6 ہجری میں آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کی کمان میں 15 صحابیوں کا ایک دستہ دیا اور انہیں طرف کی جانب روانہ کیا جو کہ مدینہ سے 36 میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

طرف کے مقام پر ان دنوں بنوثعلبہ کے لوگ آباد تھے۔ جب زید بن حارثہ اپنے دستے کے ساتھ وہاں پہنچے تو قبیلے کے لوگ وہاں سے منتشر ہو چکے تھے۔

زید بن حارثہ چند دنوں کے بعد واپس مدینہ پہنچ گئے۔

سریہ زید بن حارثہؓ

(جمادی الآخر 6 ہجری)

اس مہم کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی دحیہ کلبی شام کی طرف سے قیصر روم کو مل کر واپس آ رہے تھے ان کے پاس کچھ قیمتی سامان بھی تھا۔ جب وہ بنوجذام کے علاقے کے پاس سے گزرے تو اس قبیلے کے رئیس ہنید بن عارض نے ان پر حملہ کیا اور ان سے سارا سامان چھین لیا۔

جب اس حملے کی اطلاع قبیلہ بنوضبیب کو ملی جو بنوجذام کی ہی ایک شاخ تھے اور ان میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے بنوجذام کے لوگوں کا پیچھا کیا اور ان سے لوٹا ہوا مال واپس چھینا اور دحیہ کلبی کو واپس کر دیا۔ مدینہ پہنچ کر دحیہ کلبی نے تمام معاملے کی رپورٹ آنحضرت ﷺ کو پیش کی۔

آنحضرت ﷺ نے بنوجزام کو سبق سکھانے کا فیصلہ فرمایا اور زید بن حارثہ کی کمان میں 500 مسلمانوں کا دستہ حسمی کی جانب روانہ فرمایا جو مدینہ سے شمال کی طرف واقع تھا اور بنوجذام کا مسکن تھا۔ آپ ﷺ نے دحیہ کلبی کو بھی زید کے ہمراہ اس مہم پر بھجوایا۔

زید کا دستہ بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ دن کو چھپتا ہوا اور رات کو سفر کرتا ہوا حسمی کی طرف بڑھا اور صبح صبح بنوجذام کو جا پکڑا۔ دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا لیکن حملہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ تھوڑے سے مقابلے کے بعد وہاں سے بھاگ گیا۔

زید بن حارثہ بہت سا سامان اور مال مویشی اور تقریباً 100 قیدی پکڑ کر واپس مدینہ کی طرف چل پڑے۔

ابھی زید بن حارثہ مدینہ نہیں پہنچے تھے کہ قبیلہ بنوضبیب کے لوگوں کو جو بنوجذام کی شاخ تھے کو زید بن حارثہ کی مہم کی خبر پہنچی تو وہ اپنے رئیس کی معیت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اسلام لانے اور اپنے قبیلے کے پاس امن کی تحریر ہونے کی یاد دہانی کروائی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فوری طور پر حضرت علیؓ کو زید بن حارثہ کی طرف روانہ فرمایا اور بطور نشانی کے انہیں اپنی تلوار عنایت فرمائی اور زید بن حارثہ کو کہلا بھیجا کہ اس قبیلے کے جو قیدی اور اموال پکڑے گئے ہیں وہ چھوڑ دیئے جائیں۔

زید بن حارثہ نے یہ حکم پاتے ہی فوراً سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور غنیمت کا مال بھی واپس لوٹا دیا۔

سریہ زید بن حارثہؓ

(رجب 6 ہجری)

سریہ حسمی کے قریباً ایک ماہ بعد آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کو وادی القریٰ کی طرف روانہ فرمایا۔ جو مدینہ سے شمال کی جانب شام کے راستے پر ایک آباد وادی تھی جس میں بہت سی بستیاں آباد تھیں۔

جب زید کا دستہ وادی القریٰ پہنچا تو بنوفزارہ کے لوگ ان سے مقابلہ کے لئے تیار تھے۔ اس معرکہ میں متعدد مسلمان شہید ہوئے اور خود زید کو بھی کئی زخم آئے۔

سریہ دومۃ الجندل

(شعبان 6 ہجری - دسمبر 627ء)

شعبان ہجری میں آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کی کمان میں ایک دستہ دومۃ الجندل کے دور دراز مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

اس دستے کو بھجوانے کی غرض مذہبی آزادی کا قیام تھی جس پر اسلام خاص طور پر زور دیتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے عبدالرحمٰن بن عوف کے سر پر انہی کا عمامہ لے کر باندھا اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا ان کے سپرد کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے ان کا دستہ تیار کروایا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لڑائی میں کوئی بددیانتی نہیں کرنی اور نہ ہی عہد شکنی کرنی ہے اور نہ دشمن کے مردوں کے جسموں کو بگاڑنا ہے اور نہ ہی ان کے بچوں کو قتل کرنا ہے۔

آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ کوشش کریں کہ صلح صفائی سے فیصلہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ جنگ و جدل سے دستکش ہو کر اطاعت قبول کر لیں تو یہ سب سے اچھی بات ہے۔ پھر آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایسی صورت میں مناسب ہوگا کہ تم ان لوگوں کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف 700 صحابیوں کا ایک بڑا دستہ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ دومۃ الجندل عرب کے شمال میں تبوک سے شمال مشرق کی جانب شام کی سرحد کے قریب واقع ہے۔

جب اسلامی لشکر دومہ میں پہنچا تو شروع شروع میں تو دومہ کے لوگ جنگ کے لئے تیار نظر آتے تھے مگر آہستہ آہستہ عبدالرحمٰن بن عوف کے سمجھانے پر وہ اس سے باز آ گئے اور چند دن کے بعد ان کے رئیس اصبغ بن عمر کلبی جو عیسائی تھے عبدالرحمٰن بن عوف کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے لیکن جو لوگ ان میں سے اپنے مذہب پر قائم رہے وہ بھی بشرح صدر اسلامی حکومت کے ماتحت آ گئے۔ اس طرح بڑی خیر و خوبی سے یہ مہم اختتام کو پہنچی۔

عبدالرحمٰن بن عوف دومۃ الجندل کے رئیس اصبغ بن عمر کی بیٹی تماضر کے ساتھ شادی کر کے واپس مدینہ لوٹ آئے۔

سریہ حضرت علیؓ

(شعبان 6 ہجری)

شعبان 6 ہجری میں آنحضرت ﷺ کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قبیلہ بنوسعد بن بکر اور خیبر کے یہودی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور بنوسعد اہل خیبر کی اعانت میں لڑائی کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فوری طور پر حضرت علیؓ کی کمان میں ایک دستہ روانہ فرمایا جو دن کو چھپتے اور رات کو سفر کرتے ہوئے فدک کے پاس پہنچ گئے جہاں وہ اکٹھے ہو رہے تھے۔ اس مقام پر ایک مقامی شخص کی مدد سے مسلمانوں نے بنوسعد کی قیام گاہ کو تلاش کیا اور پھر ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس اچانک حملے کے سبب بنوسعد گھبرا کر میدان سے بھاگ گئے۔

حضرت علیؓ مال غنیمت لے کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

سریہ حضرت ابوبکرؓ

تقریباً انہی دنوں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی کمان میں صحابہ کا ایک دستہ بنوفزارہ کی جانب روانہ فرمایا کیونکہ یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار تھا۔ اس دستے میں سلمہؓ بن اکوع بھی شامل تھے جو مشہور تیر انداز اور بھاگنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔

یہ دستہ تقریباً صبح کی نماز کے وقت اس قبیلے کی قرار گاہ کے پاس پہنچا اور نماز کے بعد انہوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ سخت لڑائی ہوئی اور اسلامی دستہ لڑتے ہوئے بنوفزارہ کے چشمہ تک جا پہنچا۔ اس لڑائی میں مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے جس کے بعد وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

لڑائی میں کئی لوگ قیدی ہوئے جن میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ اس لڑکی کو بعد میں آنحضرت ﷺ نے مکہ بھجوا کر اس کے عوض بعض ایسے قیدیوں کی رہائی حاصل کی جو اہل مکہ کے پاس محبوس تھے۔

سریہ عمرو بن امیہؓ

(شوال 6 ہجری)

ابوسفیان نے ایک بدوی نوجوان کو رسول پاک ﷺ کو قتل کرنے کے لئے تیار کیا اور اسے انعام کا لالچ دے کر مدینہ روانہ کیا۔ وہ شخص مدینہ پہنچا اور آنحضرت ﷺ کا پتہ لیتے ہوئے سیدھا قبیلہ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں پہنچا جہاں پر آپ ﷺ اس وقت موجود تھے۔ جیسے ہی وہ شخص آپ ﷺ کی جانب بڑھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص کسی بری نیت سے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی ایک انصاری رئیس اسید بن حضیر فوراً آگے بڑھے اور اس شخص سے لپٹ گئے۔ اس جدوجہد میں ان کا ہاتھ اس کے چھپے ہوئے خنجر پر پڑ گیا۔ بہر حال اسے مغلوب کر لیا گیا۔

پوچھ گچھ کے دوران اس نے اپنی جان بخشی کے وعدہ پر انہیں سارا منصوبہ بتا دیا۔ یہ شخص مدینہ میں ٹھہرا اور بعد میں اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔

اس مقصد کے لئے کہ مکہ والوں کے ارادوں اور نیت سے آگاہی رکھی جائے آپ ﷺ نے اپنے دو صحابی عمرو بن امیہ ضمریؓ اور سلمہ بن اسلمؓ کو مکہ کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں اجازت دی کہ اگر موقع ملے تو ابوسفیان کا خاتمہ کر دیں۔ جب یہ لوگ مکہ پہنچے تو مکہ والے ہوشیار ہو گئے اور یہ دونوں صحابی اپنی جان بچا کر واپس مدینہ لوٹ آئے۔

واپسی پر انہیں راستے میں قریش کے دو جاسوس

مل گئے۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ میں ایک جاسوس مارا گیا جبکہ دوسرے کو قید کر کے وہ اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔

سریہ ابان بن سعیدؓ

(محرم 7 ہجری - مئی 628ء)

اس مہم کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں۔ غزوہ احزاب میں شرمناک ناکامی کے بعد دشمنان اسلام اب انتقامی سازشوں کا نیا جال بننے میں مصروف ہو گئے تھے۔ ان سازشوں کا مرکز اب خیبر بنا جہاں پر زور و شور کے ساتھ نئی جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

غطفان کے قبائل نجد میں آباد تھے، یہ بھی غزوہ احزاب میں مسلمانوں کے ہاتھوں شکست سے ہمکنار ہو چکے تھے۔ غطفانی قبائل کا خیبر کے یہود سے عموی گٹھ جوڑ تو پہلے ہی بہت مضبوط تھا لیکن اب یہ دونوں معاہدے میں منسلک ہو چکے تھے اور مسلمانوں سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے یہ بھی یہود کے ساتھ تیاری میں مصروف تھے۔

آپ ﷺ اس خطرے کو پوری طرح محسوس کر رہے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر پر روانہ ہونے سے پہلے محرم 7 ہجری میں ان قبائل کی جانب مدینہ سے حضرت ابان بن سعیدؓ کو نجد کی جانب روانہ فرمایا۔ تا کہ اسلامی لشکر خیبر پر حملے کے دوران نجد کی طرف سے متوقع خطرے سے محفوظ رہے۔

غزوہ خیبر کے دوران یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس سریہ کے نجد بھجوانے کی وجہ سے وہاں کے قبائل باوجود خواہش و کوشش کے غزوہ خیبر کے وقت یہود خیبر کی مدد کو پہنچنے سے قاصر رہے۔

حضرت ابانؓ نجد کی اس مہم کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت آنحضرت ﷺ کو خیبر کے علاقے میں فتح خیبر کے بعد آ ملے۔

اس عرصہ کا عسکری نقطہ نظر سے تجزیہ

اس عرصہ کی تمام مہمات میں مسلمانوں نے اچانک پن حاصل کیا جس کے سبب ایک آدھ موقع کے علاوہ ہر جگہ پر دشمن لڑائی سے پہلے ہی بھاگ گیا۔ باوجود اس کے کہ وہ تعداد اور ہتھیاروں وغیرہ میں مسلمانوں سے superior تھے۔

ان تمام غزوات اور سرایا میں مسلمانوں نے اپنے دشمنوں کا اپنی پسند کے وقت اور جگہ پر سامنا کیا اور انہیں شکست دی۔

اس عرصہ میں مسلمانوں کی مخفی movements نے دشمن کے لئے ناگہانی صورتحال پیدا کی جس سے وہ باوجود superior ہونے کے deal نہ کر سکا اور باوجود طاقتور ہونے کے شکست کھا گیا۔

مسلمانوں نے اپنا area of influence بڑھا کر دشمن کے تجارتی راستوں کو خطرہ میں ڈالا جو کہ اس کی life line تھے۔

بنو قریظہ کے بعد اب مدینہ میں کوئی ایسا گروپ باقی نہیں رہا تھا جس سے قریش ساز باز کر سکتے۔

مدینہ کے سیکیورٹی parameter کی توسیع ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کسی بھی ایسی خبر پر فوری طور پر react کرتے اور دستے روانہ کرتے جو دشمن کے مدینہ پر حملہ یا اس کی تیاری سے تعلق رکھتی تھی۔

اتنی زیادہ مہمات میں حصہ لینے کے سبب مسلمان ہر قسم کی عسکری مہم کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

مسلمان اب ایک recognisable طاقت بن گئے تھے جن سے باقی لوگ گھبرانے لگے تھے۔

نتائج

باوجود قریش اور ان کے اتحادیوں کو غزوہ احزاب میں شکست دینے کے اور عرب میں اپنے لئے ایک مقام بنانے کے اس تمام عرصہ میں مسلمانوں کو مختلف قبائل سے حملے کا خطرہ رہا۔

آنحضرت ﷺ نے دشمن کو مدینہ تک پہنچنے کا موقع نہیں دیا اور آگے بڑھ کر مدینہ کا دفاع کیا اور دشمن کو اس کے اپنے علاقے میں vulnerable کیا۔

اس عرصہ میں مسلمانوں کے استحکام کے سبب تبلیغی کارروائیاں کامیابی کے ساتھ جاری رہیں۔

☆.........☆.........☆

مکرم فرید احمد صاحب ایم ایس سی فارسٹری

پاکستان کے ساحلی جنگلات

پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب کے ساتھ ساتھ تقریباً 1500 مربع میل کے علاقہ پر ساحلی جنگلات تقریباً 15 سے 20 میل چوڑی اور 120 میل لمبی پٹی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ملک کا سب سے بڑا دریائے سندھ سمندر میں گرنے سے پہلے کافی شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ دو شاخوں کے درمیانی حصہ کو ڈیلٹا کہتے ہیں۔ ان علاقوں میں جب دریائے سندھ کا میٹھا پانی سمندر میں شامل ہوتا ہے۔ تو اس سے سمندری نمکین پانی کی کڑواہٹ میں کمی آ جاتی ہے۔ اس میٹھے پانی کی وجہ سے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ گھاس، جھاڑیاں اور درخت اگتے ہیں۔ اس وجہ سے ہجرت کرنے والے پرندے بھی یہاں افزائش نسل کے لئے بسیرا کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ علاقہ 8 لاکھ 52 ہزار 112 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ اور یہ علاقہ حفاظت شدہ جنگلات (Protected Forests) کہلاتا ہے۔

آب و ہوا

یہ ساحلی جنگلات 5-23 درجے سے 5-24 درجے شمالی عرض بلد اور 05-67 سے 15-68 درجے مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہیں۔ موسم کے اعتبار سے اگر ان ساحلی جنگلات کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو گی کہ ان علاقوں میں سمندری خوشگوار ہوائیں ہر وقت چلتی رہتی ہیں۔ مئی جون اور جنوری فروری کے دنوں میں موسم قدرے شدید ہوتا ہے۔ فروری میں جب ٹھنڈی ہوائیں کوئٹہ بلوچستان کے علاقے میں برفباری کا موجب بنتی ہیں تو ساحلی علاقوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ مئی جون میں بحیرہ عرب میں بننے والا ہوا کا دباؤ تھر کے ریگستان سے ہواؤں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جس کی وجہ سے سمندری خوشگوار ہوائیں رک جاتی ہیں۔ مئی میں درجہ حرارت $43^{o}C$ تک ہواؤں کی رفتار خشکی سے سمندر کی طرف 15 سے 30 میل فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے۔ وسط جون سے بادل نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے درجہ حرارت گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ جولائی اگست میں مون سون کی بارشیں ہوتی ہیں۔ اور ستمبر میں آسمان صاف نظر آتا ہے۔ ہوا میں نمی کا تناسب موسم کے اعتبار سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اور 50 سے 90 فیصد تک ریکارڈ کیا گیا ہے۔ یہاں سالانہ 180 ملی میٹر تک بارش ہوتی ہیں۔

سمندری جزیرے

ان ساحلی جنگلات کا علاقہ جزیروں اور پانی کی گزرگاہوں (Creeks) پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے ڈیلٹے نمودار ہوتے ہیں نیز دریائی پانی کی متعدد تنگ گزرگاہوں کی وجہ سے جزیرے بھی نمودار ہوتے ہیں۔ سمندری مدوجزر کی وجہ سے دن میں دو بار پانی چڑھتا اور اترتا ہے۔ ہر چھ گھنٹے کے بعد پانی اپنی سمت تبدیل کرتا ہے۔ اگر اترا ہوا ہو تو چڑھنا شروع کر دیتا ہے یا اگر چڑھا ہوا ہو تو اترنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ سمندری جزیرے یا تو پانی میں اکثر ڈوبے رہتے ہیں۔ یا مدوجزر کی وجہ سے ڈوب جاتے ہیں۔ اور پھر نمودار ہو جاتے ہیں۔ ان علاقوں میں بننے والی لہریں ایک طرف تو کٹاؤ کا باعث بنتی ہیں۔ اور دوسری طرف مٹی بچھاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بھی جزیرے نمودار ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں دریا کی لائی بہت باریک چکنی مٹی ہوتی ہے۔ چونکہ دن میں دو مرتبہ پانی جزیروں اور ساحلی علاقوں میں داخل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہاں گھاس جھاڑیاں اور درخت اگتے ہیں۔ اور یہ اگنے والے پودے پانی کی مقدار سے مناسبت رکھتے ہیں۔ یہ اگنے والے پودے آبی گزرگاہوں کے نزدیک بڑے گھنے اور صحت مند ہوتے ہیں۔ لیکن جوں جوں جزیرے کے وسط کی طرف چلیں ان کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ ان علاقوں میں میٹھے پانی کی بہت کمی ہوتی ہے۔ پاکستان کے ان علاقوں میں میٹھے پانی کا منبع صرف دریائے سندھ ہے۔ جو کہ کراچی سے جنوب مشرقی سمت 120 میل کے فاصلے پر سمندر میں شامل ہوتا ہے۔ ڈیموں کے بننے سے پہلے سارا سال دریائے سندھ کا میٹھا پانی سمندر میں شامل ہوتا رہتا تھا۔ مگر اب صرف سیلاب آنے پر ہی میٹھا پانی ان ڈیلٹاؤں کے اور آبی گزرگاہوں کی آخری حدوں تک پہنچتا ہے۔ ان جزیروں پر بچھائی گئی دریائی چکنی مٹی پر سب سے پہلے سن گراس (Son Grass) اگتی ہے۔ کیونکہ پانی اترتا اور چڑھتا رہتا ہے اس کے بعد جزیروں کے ذرا اندر کی طرف پانی سے ہٹ کر اگنے والے درختوں کے لئے حالات قدرے سازگار ہوتے ہیں۔ یہاں پر اگنے والے پودے درج ذیل ہیں۔

1۔ ایوی سینیا آفیشینیلس
Avicennia officinalis

2۔ سریوپس کینڈولی آنا و کینڈولیانا
Ceriops Candollena

3۔ سلسولا فوٹیڈا Salsola Foetida

سوڈا فروٹیکوزا Sueda Fruticosa

یہ پودے ساحلی علاقوں میں رہنے والے جانوروں کے لئے بہترین چارے کا کام دیتے ہیں۔ ان درختوں سے جلانے کے لئے بہترین لکڑی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس لکڑی سے بہترین کوئلہ بھی بنایا جاتا ہے۔ کسی حد تک عمارتوں کے لئے بھی یہ لکڑی استعمال ہوتی ہے۔

ان پودوں کے ساتھ ساتھ آبی گزرگاہوں میں مچھلی اور جھینگے وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ علاقے ہجرت کر کے آنے والے پرندوں کی خواب گاہیں بھی ہیں سردیوں کے موسم میں ان علاقوں میں انہی پرندوں کی وجہ سے بہت رونق ہوتی ہے۔

جوں جوں دلدلی جزیروں پر پانی چڑھتا ہے اور خشک ہوتا رہتا ہے۔ نمک کی سفید خشک تہہ نظر آتی ہے۔ اور یہ تہہ وقت کے ساتھ ساتھ موٹی اور اونچی ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ مدوجزر کا پانی ان جزیروں پر نہیں پہنچ پاتا اور دور دور تک سفید پاؤڈری نمک کی تہہ نظر آتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان دلدلی علاقوں کو رَن آف کچھ (Rann of Kutchh) کا علاقہ کہتے ہیں۔

☆.........☆.........☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

﴿1﴾

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 جنوری 2015ء کو بیت الفضل لندن میں قبل نماز ظہر درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم شفیق احمد صاحب

مکرم شفیق احمد صاحب (بلیک برن۔ یوکے) مورخہ 20 جنوری 2015ء کو ہارٹ اٹیک سے 46 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ ایک سال قبل ہی یوکے آئے تھے۔ جماعتی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت خلیق، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کو جب بھی جماعتی کام کے لئے بلایا جاتا تو نہایت بشاشت سے حاضر ہوتے۔ پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم رشید احمد صاحب کارکن تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے بیٹے تھے۔

نماز جنازہ غائب

مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب

مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب مربی سلسلہ ربوہ 30 دسمبر 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت سید محمد حسین صاحب کے بھتیجے تھے۔ آپ کو پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے امیر و مشنری انچارج کینیڈا مقرر فرمایا جہاں آپ کو مشن ہاؤس کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔ بعدازاں آپ نے افریقہ کے مختلف ممالک اور پاکستان کے علاوہ وکالت اشاعت ربوہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ جو کام بھی آپ کے سپرد ہوتا اسے بخوبی اور احسن طریق سے سرانجام دیتے۔ آپ بڑے عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ بلند حوصلہ، خوش گفتار، اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک، سلسلہ کی خاطر جوش و جذبہ رکھنے والے بااصول اور غیرتمند انسان تھے۔ اپنوں اور غیروں کے ہمدرد، نظام جماعت اور خلافت کے شیدائی تھے۔ آپ دھیمے مزاج کے تھے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بہت توجہ دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ حبیبہ راحت صاحبہ

مکرمہ حبیبہ راحت صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا محمد محبّ اللہ صاحب مرحوم مربی سلسلہ بنگال، بنگلہ دیش 6 جنوری 2015ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ انتہائی دیندار، صوم و صلوٰۃ کی پابند، دعا گو، مہمان نواز، قناعت پسند، صابرہ، باہمت، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے شوہر کے ہمراہ مختلف جماعتوں میں مشکل حالات میں صبر و شکر کے ساتھ گزارا کیا اور کبھی دنیاوی آسائش کی خواہش نہیں کی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم مولانا ظل الرحمٰن صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی بیٹی تھیں اور مکرم مولانا محمود احمد شاہد صاحب مرحوم سابق امیر و مربی انچارج آسٹریلیا کی دوسری والدہ اور مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی کی بہن تھیں۔ آپ کے داماد مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کی حیثیت سے خدمات بجالا رہے ہیں۔

مکرمہ حفیظہ بیگم صاحبہ

مکرمہ حفیظہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شریف احمد صاحب راجوری۔ کنری سندھ حال ربوہ 31 مئی 2014ء کو وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند تہجد گزار، قرآن کریم سے والہانہ عشق تھا۔ ایم ٹی اے پر حضور انور کے خطبات سننے کے علاوہ الفضل اور دیگر جماعتی رسائل کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے 2 بیٹے مربی سلسلہ ہیں جن میں سے مکرم مصباح الدین محمود صاحب استاد جامعہ احمدیہ و مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور دوسرے بیٹے مکرم برہان الدین محمود صاحب گوئی آزاد کشمیر میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

مکرم سلطان احمد صاحب ڈوگر

مکرم سلطان احمد صاحب ڈوگر ابن مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب آف قصور۔ حال ربوہ مورخہ 27 دسمبر 2014ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ بہت غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والے، مالی قربانی میں حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ نظام جماعت کے وفادار اور خلافت سے گہری وابستگی اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم فضل احمد ڈوگر صاحب جامعہ احمدیہ یوکے میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرمہ سعیدہ شوکت صاحبہ

مکرمہ سعیدہ شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم خادم حسین صاحب ربوہ 29/اکتوبر 2014ء کو وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، دیندار، ملنسار، خوش مزاج اور بااخلاق، چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

اطلاعات و اعلانات

ولادت

مکرم عمیر عظیم صاحب مربی سلسلہ نظارت امور عامہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 6 جنوری 2015ء کو پہلی بھانجی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام علیزہ قاسم تجویز ہوا ہے۔ جو مکرم راجہ قاسم احمد صاحب ساکن محمود آباد جہلم کی بیٹی ہے۔ نیز مکرم محمد طاہر صاحب سابق صدر انصاراللہ سپین کی نواسی اور مکرم راجہ رفیق احمد صاحب کی پوتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت وقف نو کی بابرکت تحریک میں شمولیت کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صالحہ، خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مبارک احمد معین صاحب مربی ضلع شیخوپورہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم شیخ کرامت علی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ شہر کی بڑی بہو محترمہ رفعت عمران صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عمران کرامت صاحب مورخہ 26 جنوری 2015ء بعمر 32 سال بقضائے الٰہی انتقال کر گئیں۔ اسی دن مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر مال آمد نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان ہانڈو گجر میں تدفین کے بعد مکرم وقار احمد بٹ صاحب صدر حلقہ وسن پورہ لاہور نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ چوہدری منیر احمد صاحب آف وسن پورہ لاہور کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ لجنہ اماء اللہ حلقہ بیت المبارک شیخوپورہ شہر کی سرگرم رکن تھیں لجنات کی تنظیمی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ بوقت وفات سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ تھیں۔ مرحومہ انتہائی ملنسار، دوسروں کا درد رکھنے والی، خدمت خلق کرنے والی اور مہمان نواز تھیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو علیین میں اعلیٰ مقام دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور بچوں کا خود حامی و ناصر ہو۔ آمین

تقریب آمین

مکرم ندیم احمد سعید صاحب مربی سلسلہ یوگنڈا تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 11 جنوری 2015ء کو خاکسار کے بیٹے عزیزم دانیال احمد کی تقریب آمین کمپالا یوگنڈا میں منعقد ہوئی۔ عزیزم نے 7 سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا ہے۔ محترم امیر صاحب یوگنڈا افضال احمد رؤوف نے بچے سے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ عزیزم دانیال احمد مکرم میاں محمد عظیم صاحب آف سعداللہ پور کا پوتا اور مکرم حکیم محمود احمد صاحب آف ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم کو صحیح رنگ میں سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال و شکریہ احباب

مکرم فہیم بلوچ صاحب بلوچ ٹریولز تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم فیض اللہ خان بلوچ صاحب ابن مکرم عبدالرحیم خان صاحب مندرانی عارضہ قلب کی وجہ سے چند روز طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں زیر علاج رہنے کے بعد مورخہ 7 جنوری 2015ء بعمر 65 سال اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے مورخہ 9 جنوری کو بعد نماز جمعہ بیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم شیخ سجاد احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔

آپ حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے اور حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کے بھتیجے تھے مرحوم مخلص احمدی، خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والے، پابند صوم و صلوۃ، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے دو مرتبہ حج ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے مکرم نعیم احمد صاحب جرمنی، خاکسار اور مکرم وسیم احمد صاحب بلوچ جرمنی اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھوٹی بیٹی کے علاوہ تمام بچے شادی شدہ ہیں اور اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ وفات پر عزیز و اقارب کی ایک کثیر تعداد نے جس ہمدردی اور غمگساری کے ساتھ تعزیت فرمائی اور ہمیں حوصلہ دیا ان سب عزیزوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابا جان کی مغفرت فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20،15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

6 فروری 2015ء

5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم
درس حدیث
5:50 am یسرنا القرآن
6:20 am حضور انور کا دورہ بھارت
27 نومبر 2008ء
7:30 am سپینش سروس
8:10 am پشتو مذاکرہ
8:50 am ترجمۃ القرآن کلاس
18 فروری 1998ء
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم
درس حدیث
11:30 am یسرنا القرآن
11:55 am حضور انور کا دورہ بھارت
27 نومبر 2008ء
1:10 pm ایم ٹی اے ورائٹی
1:20 pm راہ ہدیٰ
3:55 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm دینی وفقہی مسائل
4:35 pm تلاوت قرآن کریم
4:50 pm ایم ٹی اے ورائٹی
6:00 pm خطبہ جمعہ Live
7:35 pm Shotter Shondhane
8:50 pm دعائے مستجاب
9:20 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2015ء
10:35 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:20 pm حضور انور کا دورہ بھارت
27 نومبر 2008ء

7 فروری 2015ء

12:20 am اوپن فورم
12:50 am ایم ٹی اے ورائٹی
1:25 am دینی وفقہی مسائل
2:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2015ء
3:20 am راہ ہدیٰ
5:00 am عالمی خبریں
5:15 am تلاوت قرآن کریم
درس حدیث
5:45 am یسرنا القرآن
6:05 am حضور انور کا دورہ بھارت
27 نومبر 2008ء
7:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2015ء
8:20 am راہ ہدیٰ
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم
درس ملفوظات
11:30 am الترتیل
12:00 pm جلسہ سالانہ یوکے
23 جولائی 2011ء
1:00 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:50 pm سوال وجواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2015ء
5:15 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm الترتیل
6:00 pm انتخاب سخن Live
7:00 pm بنگلہ پروگرام
8:05 pm ایم ٹی اے ورائٹی
9:00 pm راہ ہدیٰ Live
10:30 pm الترتیل
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm الحوار المباشر

ملک کرایہ کے لئے خالی ہے

یورپ کے وسط میں واقع (Liechtenstien) ایک ایسا ملک ہے جسے خواہشمند افراد کرائے پر بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کا کل رقبہ 160 مربع کلومیٹر، آبادی قریباً 35 ہزار ہے جبکہ یہاں جرمن زبان بولی جاتی ہے۔ قریباً دو سال قبل اس کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ ملک کو یومیہ 70 ہزار ڈالر کے عوض کرائے پر دیا جائے گا۔ یہ سہولت حاصل کرنے والے پورے ملک میں اپنی مرضی کے سائن بورڈ لگوا سکتے ہیں اور اپنی مرضی سے وقتی کرنسی کا انتخاب بھی کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ انہیں 150 لوگوں کے لئے رہائش بھی فراہم کی جائے گی، تاہم 35 ہزار شہری معمول کی زندگی گزارتے رہیں گے۔ مزید یہ کہ Liechtenstien آمد پر کرایہ داروں کو ملک کی علامتی چابی بھی پیش کی جاتی ہے اور پورا پروٹوکول بھی دیا جاتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 14 جنوری 2014ء)

اٹھوال فیبرکس
سیل سیل سیل زبردست سیل آفر
سردیوں کی تمام ورائٹی پر زبردست سیل
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ اعجاز احمد اٹھوال: 0333-3354914

جی بھر کے کرلیں شاپنگ۔ شاپنگ کر کے کرلیں موجیں
سیل۔ سیل سیل
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: +92-476212310
www.sahibjee.com

For Genuine TOYOTA Parts
AL-FURQAN
MOTORS PVT LIMITED
Ph:
021-2724606
2724609
47- Tibet Centre
M.A. Jinnah Road,
KARACHI

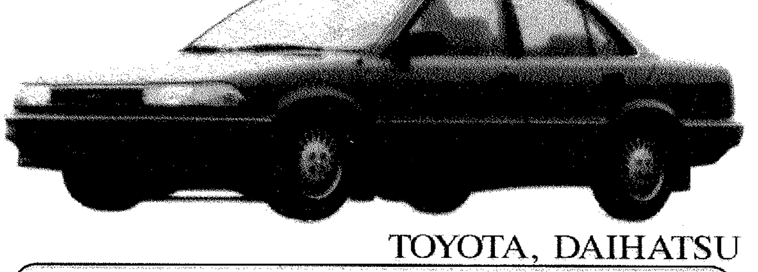

TOYOTA, DAIHATSU
ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
فون نمبر 021-2724606
2724609
47۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

ربوہ میں طلوع وغروب 31۔جنوری

طلوع فجر	5:39
طلوع آفتاب	7:01
زوال آفتاب	12:22
غروب آفتاب	5:44

ایم ٹی اے کے آج کے پروگرام

31 جنوری 2015ء

6:10 am حضور انور کا دورہ بھارت
28 نومبر 2008ء
8:20 am راہ ہدیٰ
10:05 am لقاء مع العرب
12:00 pm حضور انور کا جلسہ سالانہ جرمنی سے خطاب 26 جون 2011ء
1:30 pm سوال وجواب
4:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 2015ء
6:00 pm انتخاب سخن Live
9:00 pm راہ ہدیٰ Live

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

گرینڈ سیل میلہ
مورخہ 31 جنوری تا 10 فروری تمام لیڈیز، جینٹس اور بچوں کے جوتوں کی قیمتوں میں غیر معمولی کمی

لیڈیز جوتے	بچوں کے جوگر	مردانہ جوگر
300/-	250/-	600/-
400/-	350/-	750/-
500/-		850/-

مس کولیکشن
اقصیٰ روڈ ربوہ

FR-10